۱۳؍ مارچ ۱۹۰۸ء

مسجد اقصیٰ

خطبہ جمعہ

تشہد اور تعوذ کے بعد آپ نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا۔ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوتُ وَ الطَّیِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ پڑھا اور پھر فرمایا:۔

یہ وہ فقرات ہیں جو ہر مسلمان ہر دو رکعت کے بعد پڑھتا ہے۔ جو شخص دن رات میں چالیس رکعت نماز ادا کرتا ہے وہ ان فقرات کو بیس مرتبہ پڑھتا ہے۔ تین رکعت والی نماز میں بھی یہ کلمات دو مرتبہ پڑھے جاتے ہیں۔ فرائض، سنن اور نوافل سب میں ان کا پڑھا جانا ضروری ہے۔

قرآن شریف میں اور احادیث میں بھی نماز کو سنوار کر اور سمجھ کر پڑھنے کی سخت تاکید کی گئی ہے حتیٰ کہ سوچ سمجھ کر نہ پڑھنے والوں کی نماز، نماز ہی نہیں کہلاتی اور نہ اس کو قبولیت کا درجہ عطا کیا جاتا ہے۔

طوطے کی طرح الفاظ کا رٹتے رہنا اور حقیقت سے بے خبر ہونا مفید نہیں ہے اور نہ ہی یہ خدا اور اس کے رسول کا منشاء ہے۔ متوالوں کو جو حالت نشہ میں ہوں مسجد میں آنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ غرض قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل و قول میں غور کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کے واسطے نماز کے مطالب خوب اچھی طرح سے ذہن نشین ہونے لازمی رکھے گئے ہیں۔ پس ہر انسان کو لازمی ہے کہ نماز کے مطالب اور معانی کے سمجھنے کی کوشش کرے۔

تحیہ۔ عربی میں کسی کی تعریف' مدح' ستائش' بڑائی اور اس کی مہربانیوں اور انعامات کے بیان کرنے میں اور اس کی شکر گزاری کے واسطے اس کے حسن و احسان کو یاد کر کے اس کے گرویدہ ہونے کے بیان کرنے کو کہتے ہیں اور بعض نے قولی عبادت بھی اس کا ترجمہ کیا ہے۔ عبادت فرمانبرداری اور تعظیم کا نام ہے۔ اس واسطے زبان سے جو کچھ عبادت اور فرمانبرداری کا اظہار کیا جاتا ہے اس کا نام تحیہ ہے۔

چونکہ کل انعامات اور فیوض کا سچا اور حقیقی سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور بجز اس کے خاص فضل کے ہم دنیا و مافیہا کے کل سامان آرام و آسائش سے متمتع نہیں ہو سکتے اس لئے صرف اسی کی حمد و ستائش کے گیت گانے اور اس کی فرمانبرداری کو سب پر مقدم کرنا چاہئے۔ دیکھو! اگر کوئی ہمارا محسن ہمیں ایک اعلیٰ درجہ کی عمدہ اور نفیس گرم پوشاک دے مگر اللہ کا فضل شامل حال نہ ہو اور ہمیں سخت محرقہ تپ ہو تو وہ لباس ہمارے کس کام آ سکتا ہے اور اگر ہمارے سامنے اعلیٰ سے اعلیٰ مرغن کھانے قسم قسم رکھے جاویں مگر ہم کو قے کا مرض لاحق حال ہو تو ہم ان کھانوں کی لذت کیسے اٹھا سکتے ہیں؟

غرض غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آسائش و آرام کے کل سامانوں کے مادے پیدا کرنا بھی جس طرح اللہ ہی کا کام ہے اسی طرح سے ان سے متمتع اور بار ور ہونا بھی محض اللہ کے فضل پر موقوف ہے۔ صحت عطا کرنا' قوت ذائقہ بخشنا' قوت ہاضمہ کا بحال رکھنا سب اللہ کے فضل پر موقوف ہے۔ اس لئے حکم ہے کہ وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ (الضحی:۱۲)۔ تحدیث نعمت کرنا اور خدا کے انعامات کا شکر ادا کرنا ازدیاد انعامات کا باعث ہوتا ہے۔ لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ (ابراھیم:۸)۔ پس اس طرح سے تحدیث نعماء اور عطایا الٰہی اور شکر کا اظہار زبان سے کرنے کا نام ہے تحیہ۔

صَلوٰۃ اس تعظیم اور عبادت کا نام ہے جو زبان' دل اور اعضاء کے اتفاق سے ادا کی جاوے۔ کیونکہ ایک منافق کی نماز جو کہ ریا اور دکھلاوے کی غرض سے ادا کی گئی ہو نماز نہیں ہے۔ نماز بھی ایک تعظیم ہے جس کا تعلق بدن سے ہے۔ بدن کا بڑا حصہ دل اور دماغ ہیں۔ چونکہ زبان نماز کے الفاظ ادا کرنے میں اور دل و دماغ اس کے مطالب و معانی میں غور کر کے توجہ الی اللہ کرنے میں اور ظاہری اعضاء ہاتھ

پاؤں وغیرہ ظاہری حرکات تعظیم کے ادا کرنے میں شریک ہوتے ہیں اور ان سب کے مجموعہ کا نام بدن یا جسم ہے اس لئے بدنی عبادات کا نام صلوٰۃ ہے۔

دل و دماغ خدا کی بزرگی اور حق سبحانہ کی عظمت کا جوش پیدا کرتے ہیں بذریعہ اس کے انعامات اور حسن و احسان میں غور کرنے کے۔ اور پھر اس جوش کا اثر زبان پر یوں ظاہر ہوتا ہے کہ زبان کلمات تعریف و ستائش کہنے شروع کر دیتی ہے اور پھر اس کا اثر اعضا اور ظاہری جوارح پر پڑتا ہے اور ادب و تعظیم کے لئے کمربستہ ہونا' رکوع کرنا' سجود کرنا وغیرہ ظاہری حرکات تعظیم بجالاتے ہیں۔ پھر یہ اثر اسی جگہ محدود نہیں رہتا بلکہ انسان کے مال پر بھی پڑتا ہے اور اس طرح سے انسان اپنے عزیز اور طیب مالوں کو خدا کی رضاجوئی اور خوشنودی کے واسطے بے دریغ خرچ کرتا ہے اور اپنے مال کو بھی اپنے دل و دماغ' زبان اور ظاہری اعضا کے ساتھ شامل و متفق کر کے عبادت الٰہی میں لگا دیتا ہے تو اس کا نام ہے اَلطَّیِّبَات جس کو بالفاظ دیگر یوں بیان کیا گیا ہے۔ مالی عبادات اور یہ بھی صرف اللہ جل شانہ ہی کا حق ہے۔

غرض اَلتَّحِیَّات ۔ اَلصَّلَوَات ۔ اَلطَّیِّبَات ۔ تینوں طرح کی عبادت فقط اللہ جل شانہ ہی کا حق ہے۔ کسی قسم کی عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بات سے غنی ہے کہ کوئی اس کا شریک اور ساجھی ہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ قاعدہ کی بات ہے کہ ہر محسن اور مربی کی محبت کا جوش انسان کے دل میں فطرتاً پیدا ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پر کیسے کیسے احسان ہیں۔ وہی ہیں جن کے ذریعے ہم نے خدا کو جانا' مانا اور پہچانا۔ وہی ہیں جن کے ذریعہ سے ہمیں خدا کے اوامر و نواہی اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی راہیں بذریعہ قرآن شریف معلوم ہوئیں۔ وہی ہیں جن کے ذریعہ سے خدا کی عبادت کا اعلیٰ سے اعلیٰ طریقہ اذان اور نماز ہمیں میسر ہوا اور وہی ہیں جن کے ذریعہ سے ہم اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج تک ترقی کر سکتے ہیں حتیٰ کہ خدا سے مکالمہ و مخاطبہ ہو سکتا ہے۔ وہی ہیں جن کے ذریعہ سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی پوری حقیقت ہم پر منکشف ہوئی اور وہی ہیں جو خدا نمائی کا اعلیٰ ذریعہ ہیں۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پر اتنے احسانات اور انعامات ہیں کہ ممکن تھا کہ جس طرح سے اور قومیں اپنے محسنوں اور نبیوں کو بوجہ ان کے انعامات کثیرہ کے غلطی سے بجائے اس کے کہ ان کو خدا نمائی اور خدا شناسی کا ایک آلہ سمجھتے انہی کو خدا بنا لیا اور توحید سکھانے والے لوگوں کو واحد و یگانہ مان لیا اور ان کی تعلیمات کو جو کہ نہایت خاکساری اور عبودیت سے بھری

ہوئی تھیں بھول کر ترک کر دیا اور ان ہی کو معبود یقین کر لیا۔ ہم مسلمان بھی، ممکن تھا کہ ایسا کر بیٹھتے مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اور اس امت مرحومہ پر رحم کرنے اور ایسے خطرناک ابتلا سے بچانے کی غرض سے مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کا فقرہ ہمیشہ کے واسطے توحید الٰہی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا جزو بنا کر مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے شرک سے بچالیا۔

بلکہ اسی باریک حکمت کے لئے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر بھی مدینہ منورہ میں بنوائی' مکہ معظمہ میں نہیں رکھی۔ کیونکہ اگر مکہ معظمہ میں آپ کی قبر ہوتی تو ممکن تھا کہ کسی کے دل میں خیال پرستش آجاتا یا کم از کم دشمن اور مخالف ہی اس بات کا اعتراض کرتے۔ مگر اب مدینہ میں قبر ہونے سے جو لوگ مکہ معظمہ میں جانب شمال سے جانب جنوب منہ کر کے نماز ادا کرتے ہیں تو ان کی پیٹھ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف ہوتی ہے۔ اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے یہ ایک راہ آپ کی قبر کے نہ پوجا جانے اور مسلمانوں کے شرک میں مبتلا نہ ہونے کے واسطے بنا دی۔ غرض اسی طرح سے جن باتوں میں اس بات کا وہم و گمان بھی ہو سکتا تھا کہ کوئی انسان آپ کو خدا بنا لے گا یا آپ کے شریک فی الذات یا صفات ہونے کا گمان بھی جن باتوں سے ممکن تھا ان کا خود اللہ تعالیٰ نے اسلام کی سچی اور پاک تعلیم میں ایسا بند و بست کر دیا کہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی مسلمان اس امر کا مرتکب ہو۔

مگر چونکہ محسن سے محبت کرنا اور گرویدہ احسان ہونا انسانی فطرت کا تقاضا تھا اس واسطے ایک راہ کھول دی کہ ہم آپؐ کے لئے دعا کیا کریں اور اس طرح سے آنخضرتؐ کے مدارج میں ترقی ہوا کرے۔ چنانچہ ہر مسلمان نماز میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کا پاک تحیہ پیش کرتا ہے اور درد دل سے گداز ہو کر گویا کہ آپ کے احسانات اور مہربانیوں کے خیال سے آپؐ کی ایسی محبت پیدا کر لیتا ہے جیسے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سامنے موجود ہیں۔ آپؐ کے حسن و احسانات کے نقش اور مہربانیوں سے آپؐ کا وجود حاضر کی طرح سامنے لا کر مخاطب کے رنگ میں دعا کرتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

بِرکہ عربی میں تالاب کو کہتے ہیں۔ اس نشیب کا نام ہے جہاں ادھر ادھر کا پانی جمع ہو جاتا ہے۔ مبارك بھی اسی سے نکلا ہے اور برکت بھی اسی میں سے ہے۔ مطلب یہ کہ آنخضرت کی امت میں ہمیشہ کچھ ایسے پاک لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو آنخضرتؐ کے اصلی اور حقیقی مذہب اور تعلیم توحید کو قائم کرتے اور شرک و بدعات کا جو کبھی امتداد زمانہ کی وجہ سے اسلام میں راہ پا جاویں ان کا قلع قمع کرتے رہیں

گے۔ اور یہ ضروری ہے کہ آپ کی سچی تعلیم و تربیت کا نمونہ ہمیشہ بعض ایسے لوگوں کے ذریعہ ظاہر ہوتا رہے جو امت مرحومہ میں ہر زمانہ میں موجود ہوا کریں۔ چنانچہ قران شریف میں بھی بڑی صراحت سے اس بات کو الفاظ ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:۵۶)۔ اسی طرح سے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ کہنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے دین کے سچے خادموں جو صحابہ' اولیاء' اصفیاء' اتقیاء اور ابدال کے رنگ میں آئے اور قیامت تک آتے رہیں گے ان کے واسطے بھی بوجہ ان کے حسن خدمات کے جن کی وجہ سے انہوں نے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر بہت بڑے بھاری احسانات اور انعامات کئے ان کے واسطے بھی دعا کرے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی اس گروہ پاک کی مخالفت کرے گا اور اس کو نظر عزت سے نہ دیکھے گا اور ان کے احکام اور فیصلوں کی پرواہ نہ کرے گا تو وہ فاسق ہو گا۔ بلکہ وہاں تک جہاں تک تعظیم الٰہی اور تعظیم کتاب اللہ اور تعظیم رسول اللہ اجازت دیتی ہے اس گروہ کا ادب و عزت کرنی اور اس خیل پاک کے حق میں دعائیں کرنے کا حکم قرآن شریف سے ثابت ہے۔ چنانچہ آیت ذیل میں اس مضمون کو یوں ادا کیا گیا ہے کہ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (الحشر:۱۱)۔ غرض اپنے پہلے بزرگوں اور خادمان اسلام و شریعت محمدیہ کے واسطے دعائیں کرنا اور ان کی طرف سے کوئی بغض و کینہ' غل و غش دل میں نہ رکھنا' یہ بھی ایمان اور ایمان کی سلامتی کا ایک نشان ہے۔ پس انسان کو مرنج و مرنجان ہونا چاہئے اور خدا کی باریک در باریک حکمتوں اور قدرتوں پر ایمان لانا چاہئے اور کسی سے بھی بغض و کینہ دل میں نہ رکھنا چاہئے۔ خدا کی شان ستاری سے ہمیشہ فائدہ اٹھاتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ جن کو تمہاری نظریں برا اور بد خیال کرتی ہیں اسے توبہ کی توفیق مل جاوے۔ اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ خدا اپنے بندوں کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے اس سے بھی بڑھ کر جس کا کسی ویران اور بھیانک وسیع جنگل میں سامان خورونوش ختم ہو جاوے اور اس لئے اسے ہلاکت کا اندیشہ ہو مگر پھر اسے سامان میسر آجاوے۔ جس طرح وہ شخص خوش ہو گا اس سے بھی کہیں بڑھ کر خدا اپنے بندوں کی توبہ سے خوش ہوتا ہے۔ پس کسی کو حقارت کی نظر سے مت دیکھو۔ خدا نکتہ نواز بھی ہے اور نکتہ گیر بھی۔ ممکن ہے کہ جسے تم حقارت کی نظر سے دیکھتے ہوا سے

توبہ کی توفیق مل جاوے اور دوسرا اپنے کبر کی وجہ سے راندۂ درگاہ اور ہلاک ہو جاوے۔ بعض بدیاں حبطِ اعمال کا موجب ہو جاتی ہیں او بعض اعمال جہنم میں لے جاتے ہیں۔ تمام صالحین کے واسطے دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔ ان کے احسانات اسلام اور مسلمانوں پر بہت کثرت سے ہیں۔ غور کا مقام ہے کہ انہوں نے یہ دین اور یہ کتاب' یہ سنت' یہ نماز و روزہ ہم تک پہنچانے کے واسطے کس طرح اپنی جانیں خرچ کر دیں۔ خون پانی کی طرح بہا دیئے۔ اپنے نفسوں پر آرام اور نیند حرام کر لی۔ کتنے بڑے بڑے سفر پاپیادہ اس مشکلات کے زمانہ میں کئے۔ ایک ایک حدیث کی تحقیقات اور اس کے راوی کے منہ سے سننے کے واسطے سینکڑوں کوسوں کے ناقابلِ گزر اور دشوار گزار سفر انہوں نے کئے۔ پس ان کے احسانات' ان کی مساعی جمیلہ' کوششوں' محنتوں اور جانفشانیوں کو نظر کے سامنے رکھ کر ان کے واسطے دردمند دل سے تڑپ تڑپ کر دعائیں کرو۔ اگر ان کی ایسی محنتیں اور کوششیں نہ ہوتیں اور وہ بھی ہماری طرح سست اور کاہل ہوتے تو غور کرو کہ کیا اسلام موجودہ حالت میں ہو سکتا تھا اور ہم مسلمان کہلانے کے مستحق ہو سکتے تھے؟ ہرگز نہیں۔ پس ان کے واسطے دعائیں کرنا اور نماز میں ان کے حقوق ادا کرنے کا جزو ہونا بھی لازمی اور ضروری تھا بلکہ از بس ضروری تھا۔ کیونکہ مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ (ابوداؤد۔ کتاب الادب)۔ خلاصہ یہ کہ حق تعالیٰ سبحانہ کی عبادت کرنے والا اور اس کے مقابلہ میں کسی دوسرے کی پرواہ نہ کرنے والا ہونا اور پھر نبوت اور کتب پر ایمان لانے والا بننا چاہئے۔

خطبہ ثانیہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

یہ الفاظ جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں ان کا نام ہے درود۔ واقع میں اگر ہم اللہ کے پورے بندے اور عابد اور تعظیم کرنے والے ہیں اور مخلوق پر شفقت اور رحم کرنے والے علوم اور عقائد سے خوشحال ہوں تو یہ سب فیضان اور احسان حقیقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے۔ آپؐ کے دل کے درد اور جوش نہ ہوتے تو قرآن کریم جیسی پاک کتاب کا نزول کیسے ہوتا۔ آپ کی مہربانیاں اور توجہات اور محنتیں اور تکالیف شاقہ نہ ہوتے تو یہ پاک دین ہم تک کیسے پہنچ سکتا۔ آپؐ نے یہ دین ہم تک پہنچانے کی غرض سے خون کی ندیاں بہا دیں اور ہمدردی خلق کے لئے اپنی جان کو جوکھوں میں ڈالا۔ تو پھر غور کا مقام ہے

کہ جب ادنیٰ ادنیٰ محسنوں سے ہمیں محبت پیدا ہو جانا ہماری فطرت سلیم کا تقاضا ہے تو پھر آنحضرت کی محبت کا جوش کیوں مسلمان کے دل میں موجزن نہ ہو گا۔

درود بھی درد سے ہی نکلا ہوا ہے یعنی خاص درد' سوز و گداز اور رقت سے خدا کے حضور التجا کرنی کہ اے مولا! تو ہی ہماری طرف سے خاص خاص انعامات اور مدارج آنحضرت کو عطا کر۔ ہم کر ہی کیا سکتے ہیں اور کس طرح سے آپ کے احسانات کا بدلہ دے سکتے ہیں بجز اس کے کہ تیرے ہی حضور میں التجا کریں کہ تو ہی آپ کو ان سچی محنتوں اور جانفشانیوں کا سچا بدلہ جو تو نے آپ کے واسطے مقرر فرما رکھا ہے اور وعدہ کر رکھا ہے' وہ آپ کو عطا فرما۔ انسان جب اس خاص رقت اور حضور قلب اور تڑپ سے گداز ہو ہو کر آپؐ کے واسطے دعائیں کرتا ہے تو آنحضرت کے مدارج میں ترقی ہوتی ہے اور خاص رحمت کا نزول ہوتا ہے اور پھر اس دعاگو درود خواں کے واسطے بھی اوپر سے رحمت کا نزول ہوتا ہے اور ایک درود کے بدلے دس گنا اجر اسے دیا جاتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت کی روح اس درود خواں اور آپ کی ترقی مدارج کے خواہاں سے خوش ہوتی ہے اور اس خوشی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اس کو دس گنا اجر عطا کیا جاتا ہے۔ انبیاء کسی کا احسان اپنے ذمے نہیں رکھتے۔ فقط۔

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۲۴---۲؍ اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۳-۴)

☆-☆-☆-☆